سلسلہ: رسائلِ فتاوٰی رضویہ

جلد: چھبیسویں

رسالہ نمبر 2

طیب الامعان فی تعدد الجہات والابدان

جہتوں اور بدنوں کے تعدّد کے بارے میں انتہائی گہرائی
میں بہترین نظر کرنا

پیشکش: مجلسِ آئی ٹی (دعوتِ اسلامی)

رسالہ
طیب الامعان فی تعدد الجھات والابدان
(جہتوں اور بدنوں کے تعدّد کے بارے میں انتہائی گہرائی میں بہترین نظر کرنا)

مسئلہ ۸۸: ۲۶ذی الحجہ ۱۳۱۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کے دو بھائی تھے عمرو وبکر اور دو بہنیں ہندہ وعمرہ، عمرو کے دختر لیلٰی کے ایک پسر خالد ہوا اور عمرو کے پسر ولید کے ایک دختر سلمٰی ہوئی خالد و سلمٰی سے ایک دختر سعاد اور ایک پسر سعید پیدا ہوئے بکر کی پوتی جمیلہ بنت حمید بن بکر کا نکاح رشید بن فرید بن ہندہ خواہر زید سے ہوا جن کی ایک دختر حسینہ ہے۔ رشید کا دوسرا نکاح اس کے چچا مجید بن ہندہ کی دختر حسن آراء سے ہوا ان دونوں کے ایک دختر گلچہرہ پیدا ہوئی، حسن آراء نے انتقال رشید کے بعد اپنی پھپی محبوبہ بنت ہندہ کے پسر محبوب بن مطلوب بن عمرہ خواہر زید سے نکاح کیا جس سے ایک پسر گلفام پیدا ہوا، محبوبہ ومطلوب کی ایک دختر حبیبہ تھی جس کی دختر شہناز ہے، اب زید نے انتقال کیا اور صرف ایک زوجہ چمن آراء اور یہی سعاد وسعید وحسینہ و گلچہرہ وگلفام وشہناز اس کے وارث ہوئے۔ اس صورت میں ترکہ زید کا شرعًا کس طرح منقسم ہوگا؟ بیّنوا توجروا (بیان فرمائیے اجر وثواب دئے جاؤگے۔ ت)

الجواب:

تصویر صورت سوال اور بر تقدیر اجتماع شرائط معلومہ توریث تقسیم مال اس حال ومنوال پر ہے:

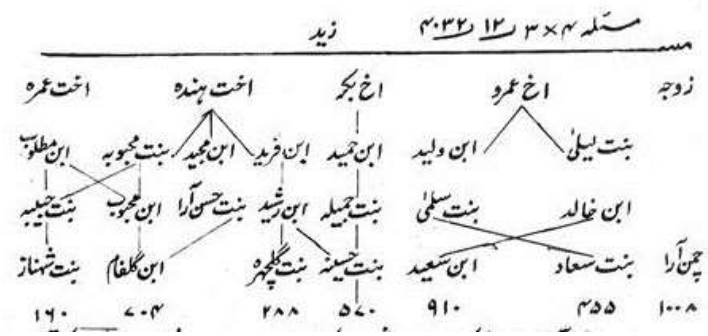

اب اول یہ سمجھنا چاہئے کہ ان میں پانچ ورثہ کو زید سے دو دو رشتے ہیں اور گلفام کو تین۔ سعاد بنت ابن بنت الاخ بھی ہے اور بنت بنت ابن الاخ بھی یعنی بھتیجی کی پوتی اور بھتیجے کی نواسی۔ یونہی سعید بھی یہی دو رشتے رکھتا اور بھتیجی کا پوتا بھتیجے کا نواسا ہے۔ حسینہ بنت بنت ابن الاخ اور بنت ابن ابن الاخت ہے یعنی بھتیجے کی نواسی اور بھانجے کی پوتی۔ گلچہرہ بنت ابن ابن الاخت اور بنت بنت ابن الاخت ہے یعنی ایک بھانجے کی پوتی دوسرے کی نواسی۔ شہناز بنت بنت بنت الاخت اور بنت بنت ابن الاخت ہے یعنی ایک بھانجی اور ایک بھانجے دونوں کی نواسی۔ گلفام ابن بنت ابن الاخت اور ابن ابن بنت الاخت اور ابن ابن ابن الاخت ہے یعنی ایک بھانجے اور ایک بھانجی دونوں کا پوتا اور ایک بھانجے کا نواسا۔ اور ہمارے ائمہ کا اتفاق ہے کہ متعدد قرابتوں والا اپنی ہر قرابت کی رو سے حصہ پائے گا مگر امام ابویوسف رحمہ اللہ تعالٰی تعدد جہات کا خود فروع یعنی بطن زندہ میں اعتبار فرماتے ہیں تو ان کے نزدیک گویا گلفام تین وارث ہے اور باقی دو دو، اور امام محمد رحمہ اللہ تعالٰی تعدد جہات فروع کو ان کے اصول میں ملحوظ فرماتے ہیں اس کی صورتیں دو ہیں ایک یہ کہ فرع متعدد الجہات اصول متعددہ کی فرع ہو جیسے حسینہ کہ اس کے دو رشتے بکر وہندہ دو اصول مختلفہ سے ہیں یا شہناز کہ ہندہ وعمرہ دونوں کی طرف سے قرابت دار ہے جب تو

اصول میں اعتبار یوں حاصل کہ جب وہ ہر اصل اس فرع کے لحاظ سے تقسیم ملحوظ رہی ہر جہت قرابت لحاظ میں آگئی اور ہر جہت کا حصہ اس وارث نے جمع کرلیا کتب متداولہ جو اس وقت فقیر کے پیش نظر ہیں ان میں اعتبار تعدد جہات فی الاصول کی زیادہ تشریح نہیں اور مثال جس نے دی اسی صورت خاصہ کی دی۔ صورت دوم یہ کہ اس فرع کو ایک ہی اصل کے ذریعہ سے میت کے ساتھ دو رشتے ہوں جیسے سعاد وسعید کہ ان کے دونوں علاقے بذریعہ شخص واحد اعنی عمرو کے ہیں۔ یونہی گلچہرہ وگلفام کو بذریعہ ہندہ اگرچہ گلفام کو ایک رشتہ اصل دیگر عمرہ کی طرف سے بھی ہے اس صورت کی تصریح مثال اس وقت نظر میں نہیں۔

وانا اقول: وباللہ التوفیق (اور میں اللہ تعالٰی کی توفیق سے کہتا ہوں۔ت) مانحن فیہ میں اعتبار تعدد جہات فی الاصول کا مطلب یہ ہے کہ ایسی فرع کی اصل کو اصول متعددہ بعدد جہات حاصلہ بذریعہ فرع مذکور سمجھا جائے، مثلاً صورت مذکورہ میں عمرو بلحاظ سعاد کہ ذات جہتین ہے دو بھائی ہے نیز بلحاظ سعید بھی ایسا ہی ہے تو لحاظ جہات لحاظ ابدان کا اجتماع عمرو کو چار بھائی کردے گا اور ہندہ بلحاظ جہات گلچہرہ دو بہن ہے اور اسی طرح بلحاظ جہات گلفام اور بلحاظ بدن حسینہ وشہناز ایک ایک بہن تو وہ مجموع چھ بہن ہے اور عمرہ میں صرف تعدد ابدان گلفام وشہناز ہے تعدد جہات نہیں کہ یہ دونوں اگرچہ جہات عدیدہ رکھتے ہوں مگر نہ بذریعہ تنہا عمرہ تو وہ صرف دو بہن ہے اور بکر جس کی فرع میں نہ تعدد بدن ہے نہ اسی کے ذریعے سے تعدد جہت تنہا ایک بھائی ہے تو بطن اول میں زوجہ اور پانچ بھائی اور آٹھ بہنیں ہیں۔

والدلیل علیه علی مایظهر للعبد الضعیف واللّٰه سبحانه، وتعالٰی اعلم ان تعدد الجهات یوجب تعدد الاشخاص ولو حکمًا الاتری ان ابایوسف لما اعتبر تعدد الجهات فی الفروع جعل کل فرع ذی جهتین کفرعین کما نصوا علیه قاطبة وکذٰلك محمد رحمه اللّٰه تعالٰی	اور اس پر دلیل جیسا کہ اس عبد ضعیف پر ظاہر ہوئی، اور اللہ سبحٰنہ وتعالٰی خوب جانتا ہے، یہ ہے کہ جہتوں کا متعدد ہونا اشخاص کے تعدد کو ثابت کرتا ہے اگرچہ حکمی طور پر ہو۔ کیا تو نہیں دیکھتا کہ امام ابویوسف علیہ الرحمہ نے جب فروع میں جہتوں کے متعدد ہونے کا اعتبار کیا تو ہر دو جہتوں والی فرع کو دو فرعوں کی طرح بنایا جیسا کہ اس پر تمام مشائخ نے نص فرمائی ہے۔ یوں ہی

لما اعتبر تعدد الجهات فی الجدّات جعل الجدة جدّتین وجدّات،کما فی السراجیة وغیرها عامة الکتب وبالجملة لامعنی لتعدد الجهة الابتعدد الشخص ولوفی اللحاظ فمحمد اذا اعتبره ھٰھنا فی الاصول فان کانوا متعددین فقد حصل التعدد حقیقةً باخذهم منفردین فی القسمة ثم ایصال ماوصل الیهم جمیعًا الی الفرع الواحد المنتهی بهم کماذکرنا اما اذاکان الاصل واحدًا وقد اخذ عــــہ	امام محمد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے جب جدّات (دادیوں) میں جہتوں کے متعدد ہونے کا اعتبار کیاتو ایک دادی کودو یا کئی دادیوں کے برابر بنایا، جیسا کہ سراجیہ وغیرہ عام کتابوں میں ہے۔خلاصہ یہ کہ اشخاص کے تعدد کے بغیر جہت کے متعدد ہونے کا کوئی معنی نہیں اگرچہ تعدد اشخاص اعتباری ہو۔ چنانچہ امام محمد علیہ الرحمۃ نے جب یہاں پر اصول میں تعدد کا اعتبار کیا تو اگراصول متعدد ہوں توحقیقۃً تعدد حاصل ہوگا اس طور پر کہ ان کو تقسیم میں الگ الگ لیاجائے گا۔ پھر جو کچھ ان سب کو ملے گا وہ اس ایک فرع تک پہنچایاجائے گا جس پر اصول کی انتہاہوتی ہے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا۔ لیکن اگراصل ایک ہواوراس کو

عــــہ:احترازا عمااذا وقع فی بطن متفق بالذکورة والانوثة فانه لایقسم علی من فیه اصلا سواء کان لفرعه جهة اوجهات کمالایلاحظ من فیه بدنا سواء کان فی فرعه بدن او ابدان ولیس ھٰذا لان الجهات لو الابدان لما تعتبر ھٰهنا بل لان مایصیبهم یجمع جمیعا ویقسم علی	عــــہ:اُس صورت سے احتراز ہے کہ جب وہ ایسے بطن میں واقع ہو جو مذکر ومؤنث کے اعتبار سے متفق ہے کیونکہ وہ اس پر تقسیم نہیں کیاجاتا جس میں ایک اصل ہے چاہے اس کی فرع کی ایک جہت ہو یا متعدد جہتیں ہوں جیسا کہ نہیں لحاظ کیاجاتا اس کا جس میں ایک بدن ہو چاہے اس کی فرع میں ایک بدن ہو یا متعدد۔ یہ اس لئے نہیں کہ یہاں جہتوں اوربدنوں کا اعتبار نہیں کیا جاتا بلکہ (باقی برصفحہ آئندہ)

فی القسمة فلایظهر اعتبارہ تعدد الجهة فیه الا باعتبارہ اصولا متعددة۔ ویوضح لك هذا ما اقول لیکن ابن ابن ابن بنت هو ابن بنت بنت تلك البنت ایضًا ومعه ابن بنت بنت ابن ھٰکذا:	تقسیم میں لیاجائے تو اس میں جہت کا تعدد ظاہر نہیں ہوگا سوائے اس کے کہ اس ایک اصل میں متعدد اصول کا اعتبار کر لیاجائے، اور تیرے لئے اس مسئلہ کو واضح کردے گا وہ قول جو **میں کہتا ہوں** وہ یہ کہ کسی شخص نے ایک بیٹی کے پوتے کا بیٹا چھوڑا اور وہ اسی بیٹی کی نواسی کا بیٹا بھی ہے۔ اور اس کے ساتھ ایک بیٹے کی نواسی کا بیٹا بھی چھوڑا ہے۔ مسئلہ کی صورت اس طرح ہے:

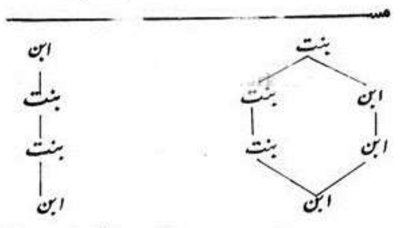

فلو لم نجعل البنت لتعدد الجهة فی فرعها بنتین	اگر ہم بیٹی کو اس کی فرع میں تعدد جہت کے پائے جانے کی وجہ سے دو بیٹیاں نہ بنائیں

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) ما تحتهم فلا فائدة فی التفریق بالتقسیم ثم جمع ذاك المتفرق کما لایخفی ۱۲ منه۔	اس لئے ہے کہ جو کچھ ان کو ملے گا وہ جمع کرکے ان کے نیچے والوں پر تقسیم کیا جائے گا لہٰذا اس کو تقسیم کے ذریعے متفرق کرکے پھر اس متفرق کو جمع کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ جیساکہ پوشیدہ نہیں ۱۲ منہ (ت)۔

لكانت المسئلة من ثلثة ثلثاها لفرع الابن وثلثها لفرع البنت لانك اذا قسمت المال على البطن الاول لاختلافه ذكورة وانوثة اثلاثا اصاب فرع الابن اثنان نصيب ابيها وكان للبنت العليا واحد وتحتها فى البطنين وان كان اختلاف ذكورة وانوثة لكن لا حاجة الى اعتباره والضرب فى المسئلة لانكساره لان كل مايصيب طائفة الذكر والانثٰى تحتها انما يحوزه فرعها الاخير فيكون له واحد ولصاحبه اثنان ولو لم يكن الاول ذاقرابتين كأن كان ابن ابن ابن بنت فقط او ابن بنت بنت بنت فحسب لكان التقسيم ايضًا هكذا له واحد ولصاحبه اثنان فلم يصل اليه من تعدد جهات قرابته الا ما كان يصل لذى قرابة واحدة هف بخلاف ما اذا جعلنا البنت بنتين فان المسئلة تكون	تو مسئلہ تین سے بنے گا۔اس میں سے دو تہائی بیٹے کی فرع کے لئے جبکہ ایک تہائی بیٹی کی فرع کے لئے ہوگا اس لئے کہ جب تو نے مال کو تین حصے بناتے ہوئے پہلے بطن پر تقسیم کیا کیونکہ وہ مذکر و مؤنث کے اعتبار سے مختلف ہے تو بیٹے کی فرع کو دو حصے ملے جو اس کے باپ کا حصہ ہے اور سب سے اوپر والی بیٹی کو ایک حصہ ملا، اور اس کے نیچے دو بطنوں میں اگرچہ مذکر و مؤنث کے اعتبار سے اختلاف ہے لیکن اس اختلاف کا اعتبار کرنے اور کسر کی وجہ سے مسئلہ میں ضرب دینے کی کوئی ضرورت نہیں، اس لئے کہ جو کچھ مذکر فریق اور مؤنث کو ملا اسے اس فریق کی آخری فرع سمیٹ لے گی۔ چنانچہ مؤنث کی فرع کو ایک اور اس کے صاحب (مقابل) کو دو ملیں گے اور اگر پہلا وارث دو قرابتوں والا نہ ہو جیسا کہ وہ فقط بیٹی کے پوتے کا بیٹا ہو یا فقط بیٹی کی نواسی کا بیٹا ہو، تو اس صورت میں بھی تقسیم ویسی ہی ہوگی جیسی پہلے ہوئی یعنی بیٹی کی فرع کو ایک اور اس کے مقابل کو دو حصے ملیں گے۔ چناچہ اس کو قرابت کی متعدد جہتوں سے بھی اتنا ہی حصہ موصول ہوا جتنا ایک قرابت والے کو ملتا ہے۔ یہ خلاف مفروض ہے، بخلاف اس کے کہ جب ہم بیٹی کو دو بیٹیاں فرض کرلیں تو اس صورت میں

حینئذٍ من اثنین لان الابن یساوی البنتین فیکون المال بین الفرعین نصفین وماھو الالکون فرع البنت ذاقرابتین والاالاصاب ھو واحدًا وفرع الابن اثنین، وھذا بعون الله تعالٰی ولوجھه الحمد دلیل قاطع ویوضح ایضًا ما **اقول**: لیعلم **اولًا** ان ذاجھتین مساوٍ لاثنین ذوی جھة مثلا ابن ابن ابن بنت وابن بنت بنت بنت اٰخر واخر یجمع النسبین فھٰذا یساوی الاولین ھکذا:	مسئلہ دو۲ سے بنے گا، کیونکہ بیٹا دو بیٹیوں کے برابر ہوتا ہے، لہٰذا مال دو فرعوں کے درمیان نصف نصف ہوگا۔ اور یہ فقط اس لئے ہے کہ بیٹی کی فرع دو۲ قرابتوں والی ہے ورنہ اسے ایک اور بیٹے کی فرع کو دو ملتے ہیں۔ اور یہ اللہ تعالٰی کی مدد سے اس حال میں کہ حمد اسی کی ذات کے لئے ہے قطعی دلیل ہے نیز اس کو واضح کرتا ہے وہ قول جو میں کہتا ہوں، **اولًا** جاننا چاہئے کہ دوجہتوں والا الگ الگ جہتیں رکھنے والے دو کے برابر ہوتا ہے مثلًا ایک بیٹی کے پوتے کا بیٹا ہو اور ایک دوسری بیٹی کی نواسی کا بیٹا ہو اور ان دونوں کے ساتھ ایک اور بیٹا موجود ہو جو ان دونوں نسبوں کا جامع ہو تو یہ پہلے دونوں بیٹوں کے برابر ہوگا۔ مسئلہ کی صورت اس طرح ہے:

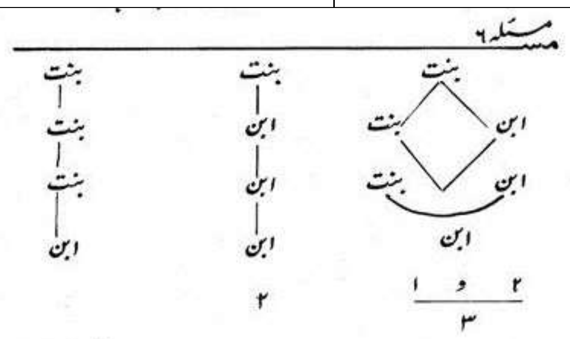

قسمنا علی البطن الثانی لانه اول	ہم نے دوسرے بطن پر تقسیم کی کیونکہ وہی پہلا

بطن وقع فیہ الاختلاف وفیہ ابنان وبنتان فالمسئلۃ من ستّۃ اربعۃ لطائفۃ الذکور واثنان لطائفۃ الاناث ثم لاخلف تحت شیئ من الطائفتین فی بطن مافیصیب الابن الاول من ابیہ اثنین و کذٰلك الابن الثانی والابن الاول من امہ واحد و کذٰلك الابن الثالث فیکون للاول ثلثۃ مثل ما لمجموع الباقین وھٰکذا کان ینبغی لانہ جامع لقرابتھما جمیعا ولیعلم **ثانیا** ان ھاتین الجھتین المذکورتین مثلًا فی جانب البنات مجموعھما مساوٍ لجھۃ واحدۃ فی جانب الابن اذا لم یکن صاحبھا وارثا ولاولد وارث کولد ولد بنت ابن ھٰکذا:	بطن ہے جس میں مذکور ومؤنث کے اعتبار سے اختلاف واقع ہوا۔اس بطن میں دوبیٹے اور دو بیٹیاں ہیں، چنانچہ مسئلہ چھ سے بنے گا جس میں سے چار مذکر فریق اور دو مؤنث فریق کے لئے ہوں گے پھر ان دونوں فریقوں کے نیچے کسی بطن میں مذکر ومؤنث کے اعتبار سے کوئی اختلاف نہیں، لہذا پہلے بیٹے کو اس کے باپ کی طرف سے دوحصے ملیں گے یونہی دوسرے بیٹے کو بھی (اس کے باپ کی طرف سے دوحصے ملیں گے) اور پہلے بیٹے کو بھی اس کی ماں کی طرف سے ایک حصہ ملے گا یونہی تیسرے بیٹے کو بھی (اس کی ماں کی طرف سے ایک حصہ ملے گا) تو اس طرح پہلے بیٹے کو تین حصے ملے جو باقی دونوں بیٹوں کے مجموعی حصوں کے برابر ہیں، اور یونہی ہونا چاہئے کیونکہ وہ ان دونوں کی قرابتوں کا جامع ہے۔اور **ثانیًا** جاننا چاہئے کہ یہ دونوں مذکورہ جہتیں جو مثال کے طور پر بیٹیوں کی جانب میں ہیں ان کا مجموعہ اس ایک جہت کے برابر ہے جو بیٹے کی جانب میں ہے جبکہ اس کا صاحب نہ تو وارث ہو اور نہ ہی وارث کی اولاد ہو، جیسے پوتی کی اولاد کی اولاد۔ صورت مسئلہ یوں ہوگی:

مسئلہ ۲ × ۳ = ۶

بنت	بنت	ابن
ابن	بنت	بنت
ابن	بنت	ولد
ابن	ابن	ولد
۲	۱	$\frac{۱}{۳}$

وانما اعبرنا فیھما بالولد لیعم الذکر والانثٰی فان الحکم لایختلف۔المسئلۃ من اثنین لان ابنا کبنتین فنصیب الابن لفرع الاخیر ونصیب طائفۃ البنات یقسم فی البطن الثانی اثلاثا فتضرب المسئلۃ فی ثلثۃ وتصح من ستّۃ ثلثۃ منھا لفرع الابن واثنان لابن الکائن فی البطن الثانی من طائفۃ البنات وواحد للبنت التی فیہ ثم ینتقلان الٰی فرعیھما فیکون مالفرعی البنتین مساویا لماکان لفرع الابن وبعد تمھید ھٰذا نقول اذا اجتمعوا اعنی صاحبی الجھتین وجامعھما من جانب البنات	ہم نے ان دونوں بطنوں میں اولاد کے ساتھ اس لئے تعبیر کی تاکید یہ مذکر ومؤنث دونوں کو عام ہوجائے اس لئے کہ دونوں صورتوں میں حکم مختلف نہیں ہوتا۔مسئلہ ۲ سے بنے گا کیونکہ ایک بیٹا دو بیٹیوں کی مثل ہے چنانچہ بیٹے کا حصہ اس کی آخری فرع کو ملے گا جبکہ بیٹیوں کے فریق کا حصہ تین حصے بناتے ہوئے دوسرے بطن میں تقسیم ہوگا۔اصل مسئلہ یعنی دو کو تین میں ضرب دی جائے گی تو اس طرح چھ سے مسئلہ کی تصحیح ہوگی جس میں سے تین بیٹے کی فرع کو ملیں گے اور دو اس بیٹے کو ملیں گے جو بیٹیوں کے فریق سے دوسرے بطن میں ہے جبکہ ایک بیٹی کو ملے گا جو اس بطن میں ہے پھر ان دونوں کے حصے ان کی فرعوں کی طرف منتقل ہوں گے۔چنانچہ جو کچھ دونوں بیٹیوں کی فرعوں کو ملا وہ بیٹے کی فرع کو ملنے والے حصوں کے برابر ہے۔اس تمہید کے بعد ہم کہتے ہیں کہ یہ اس وقت ہے جب دو الگ الگ جہتوں والے اور ان دونوں جہتوں کا جامع بیٹیوں کی جانب سے جمع ہوئے ہیں

وفرع کذائی من جھۃ الابناء بحکم المقدمتین المذکورتین ان یکون المال بینھم اثلاثا ثلثہ للصاحبین واٰخر للجامع واٰخر للابنی لتساویھم جمیعًا کما عرفت وھٰذا انما یتأتی اذا اعتبر اصل الفرع الجامع اصلین ھٰکذا:	اور اگر یہی صورت بیٹوں کی جانب سے متحقق ہو تو بھی مذکورہ بالا دو مقدموں کی بنیاد پر حکم یہی ہوگا کہ مال ان کے درمیان تین حصوں کے طور پر منقسم ہوگا، ایک تہائی دو الگ الگ جہتوں والوں کے لئے اور ایک تہائی دونوں کے جامع کے لئے اور ایک تہائی بیٹے کی فرع کے لئے، کیونکہ وہ سب آپس میں مساوی ہیں۔ جیسا کہ تو پہچان چکا ہے۔ اور یہ اسی وقت ہوگا جب دونوں جہتوں کی جامع فرع کی اص کو دو اصلیں فرض کیا جائے۔ صورت مسئلہ یوں ہوگی:

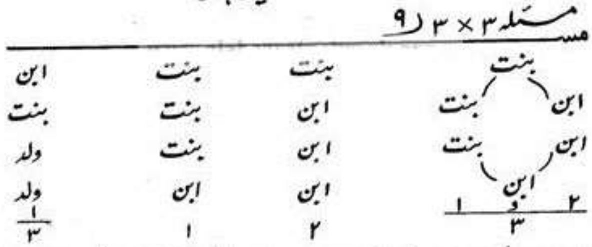

اعتبرنا البنت الاولٰی بنتین فکان فی البطن الاول ابن واربع بنات کابنین وعلی الاختصار ثلثۃ ابناء فالمسئلۃ من ثلثۃ واحد منھا لفرع الابن واثنان لطائفۃ البنات وتحتھن فی البطن الثانی ابنان وبنتان ای کثلثۃ ابناء ولایستقیم اثنان علیھم فتضرب المسئلۃ فی ثلثۃ تکن من تسعۃ	ہم نے پہلی بیٹی کو دو بیٹیاں فرض کیا تو اس طرح پہلے بطن میں ایک بیٹا اور چار بیٹیاں ہوگئیں جو کہ دو بیٹیوں کے برابر ہے۔ بطور اختصار یہ کہ تین بیٹے ہوگئے۔ چنانچہ مسئلہ تین سے بنے گا جن میں سے ایک بیٹے کی فرع کے لئے اور دو بیٹیوں کے فریق کے لئے ہوں گے اور ان بیٹیوں کے نیچے دوسرے بطن میں دو بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں یعنی تین بیٹے ہوگئے۔ اور دو

وبہا تصح لفرع الابن منہا ثلثۃ ولطائفۃ البنات ستّۃ تنقسم فی البطن الثانی اثلاثا للبنتین اثنان منتقلان الٰی فرعیہما لعدم الاختلاف وللابنین اربعۃ منتقلۃ کذٰلک الٰی فرعیہما فیصیب الابن الجامع ثلثۃ اثنان من ابیہ وواحد من امہ ولصاحبی القرابتین اثنان و واحد مجموعہما ثلثۃ وللفرع الابن ایضا ثلثۃ کما کان حکم المقدمتین المذکورتین بخلاف ما اذا لم یعتبر الاصل اصلین فانہ یزید حینئذٍ سہم الابنی علی السہمین الباقیین ھٰکذا:	ان تین پر تقسیم نہیں ہوسکتے۔لہٰذا مسئلہ کو تین میں ضرب دی جائے گی تو حاصل ضرب نو(۹) ہوگا،اور اسی سے مسئلہ کی تصحیح ہوگی بیٹے کی فرع کے لئے نو میں سے تین جبکہ بیٹیوں کے فریق کے لئے چھ حصے ہوں گے جو دوسرے بطن میں تین پر تقسیم ہوجائیں گی،جن میں سے دوحصے دونوں بیٹیوں کے لئے ہوں گے جو عدم اختلاف کے سبب سے ان دونوں کی فرعوں کی طرف منتقل ہوجائیں گے۔اور چارحصے دونوں بیٹیوں کے لئے ہوں گے جوکہ اسی طرح ان کی فرعوں کی طرف منتقل ہوجائیں گے۔لہٰذا دونوں جہتوں کے جامع بیٹے کو تین حصے ملیں گے دو باپ کی طرف سے اورایک ماں کی طرف سے۔اور دوالگ الگ قرابتوں والوں کے لئے۔دواور ایک یعنی مجموعی طورپر تین حصے بنے۔اور بیٹے کی فرع کے لئے بھی تین حصے ہوں گے جیسا کہ دونوں مذکورہ مقدموں کا حکم ہے۔بخلاف اس کے کہ جب اصل کو دواصلیں فرض نہ کیا جائے کیونکہ اس صورت میں بیٹے کی فرع کا حصہ باقی دو بیٹوں کے حصوں سے زائد ہوجائے گا۔صورت مسئلہ یوں ہوگی (اگلا صفحہ ملاحظہ ہو)

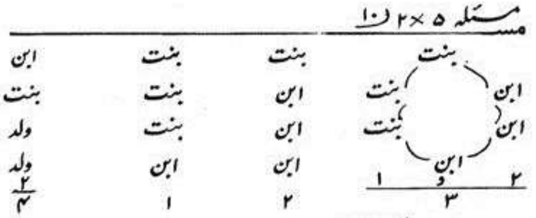

والبیان ظاھر ھف فظھران اعتبار تعدد الجھات فی الاصول انما یکون بحصول التعدد فی الذوات فان کان حقیقة ذاك کما فی الامثلة التی ذکروھا فی الکتب والاوجب اعتبارہ حکما وعد اصل اصلین فی القسمة و یظھر ھذا لمن تأمل فیما صوروہ ایضا من کون الجھة من اصلین کما اذا ترك بنتی بنت ابن بنت ھما ایضا بنتا ابن ابن بنت اخری وابن بنت بنت ابن بھذہ الصورة:	اور بیان ظاہر ہے، یہ خلاف مفروض ہے۔ پس ظاہر ہوگیا کہ اصول میں تعدد جہات کا اعتبار ذوات میں تعدد کے اصول سے ہی ہوتا ہے۔ اگر وہ تعدد حقیقتاً ہو تو فبہا جیسا کہ ان مثالوں میں ہے جن کو مشائخ نے کتابوں میں ذکر فرمایا ورنہ حکمی طور پر تعدد کا اعتبار کرنا اور تقسیم میں ایک اصل کو دو اصلیں شمار کرنا ضروری ہوگا اور یہ اس شخص کے لئے بھی ظاہر ہو جاتا ہے جو مشائخ کی بیان کردہ اس صورت میں غور کرنے جو انہوں نے دو اصلوں سے حاصل ہونے والی جہت کے بارے میں بیان کی ہے۔ جیسے کسی شخص نے ایک بیٹی کی پوتی کی دو بیٹیاں چھوڑی ہیں اور وہی دونوں میت کی دوسری بیٹی کے پوتے کی بھی بیٹیاں ہیں۔ اور ان کے علاوہ ایک بیٹے کی نواسی کا بیٹا چھوڑا ہے۔ صورت مسئلہ یوں ہوگی:

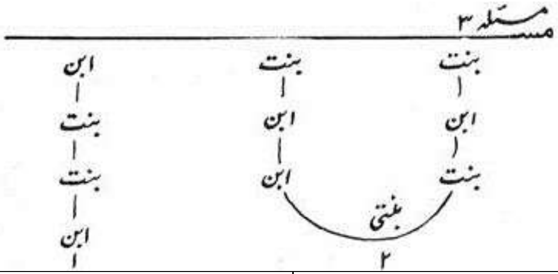

المسئلة من ثلثة لان کل بنت فی البطن الاول کبنتین ای کابن فکانھم ثلثة بنین ومنھا تصح واحد لفرع الابن واثنان للبنتین والتقسیم فی البطن الثالث وان کان علی ثلثة لان فیه بنتا کابن وابنا کابنین لااستقامة علی ثلثة لاثنین لکن لما کان الانقسام فی البطن الاخیر علی بنتین فحسب یصل کلا منھما ثلث من قبل الاب وثلث من قبل الام فکان لکل واحدة کملا ولاحاجة الی الضرب فجعل بنتین فی الاصول کاربع بنات انما اتی من جھة ان تعدد الجھة فی الفروع اورث التعدد فی	مسئلہ تین ۳ سے بنے گا کیونکہ پہلے بطن میں ہر بیٹی دو بیٹیوں یعنی ایک بیٹے کے برابر ہے گویا کہ وہ تین بیٹے ہوگئے اور تین سے ہی مسئلہ کی تصحیح ہوگی۔ایک حصہ بیٹے کی فرع کو جبکہ دو حصے دونوں بیٹیوں کو ملیں گے اور تیسرے بطن میں اگرچہ تقسیم تین پر ہوتی ہے کیونکہ اس میں ایک بیٹی، بیٹے کی مثل ہے، اور ایک بیٹا دو بیٹوں کی مثل ہے۔اور دو کا تین پر تقسیم ہونا بلا کسر درست نہیں، لیکن جبکہ آخری بطن میں فقط دو ہی بیٹیوں پر تقسیم ہوتی ہے ان دونوں کو ایک تہائی باپ کی طرف سے اور ایک تہائی ماں کی طرف سے موصول ہوگا۔ تو ہر ایک کیلئے مکمل ثلث ہوگا اور ضرب کی ضرورت پیش نہیں آئے گی، لہٰذا اصول میں دو بیٹیوں کو چار بیٹیوں کی طرح بنانا فقط اس اعتبار سے ہے کہ فروع میں جہت کا تعدد اصول میں تعدد کو ثابت کرتا ہے۔اور یہ محض فروع کے ابدان کے

اعتبار سے نہیں کیونکہ ابدان تو فقط دو ہیں جیسا کہ اصل میں فقط دو بیٹیاں ہیں تو انہیں چار بتانا فقط تعدد جہات کی وجہ سے ہے۔ اگر تو کہے کہ جب دونوں فرعیں دو اصلوں میں سے ہر ایک کی فرعیں ہیں تو کل فرعیں چار ہو گئیں گویا کہ دو بیٹیاں باپ کی جانب سے اور دو ماں کی جانب سے ہیں۔ تو اس طرح اصول بغیر تعدد فروع کے متعدد نہیں ہوئے۔ میں کہوں گا فرع میں جہتوں کا متعدد ہونا بدن میں کثرت کو ثابت نہیں کرتا۔ چنانچہ زید اس وجہ سے دو زید نہیں بن جاتا کہ وہ اپنے باپ کا بھی بیٹا ہے اور اپنی ماں کا بھی، للذا دو فرعوں کا چار بن جانا نہیں ہوا مگر تعدد جہات کی وجہ سے۔ اور تم اس کو دو اصلوں کے چار ہونے کے لئے مستلزم قرار دے چکے ہو تو غیر شعوری طور پر تم نے وہی بات کہہ دی جو ہمارا قول ہے۔ خلاصہ یہ کہ جب مذکورہ بالا دونوں مقدمے سچے ہوں اور یوں کہا جائے کہ جب جہات متعدد ہوں تو فروع متعدد ہوتی ہیں اور جب فروع متعدد ہوں تو اصول متعدد ہوتے ہیں جیسا کہ تم اعتراف کر چکے ہو۔ تو نتیجے کا سچا ہونا واجب ہے۔ اور یوں کہا جائے گا کہ جب جہات متعدد ہوں تو اصول متعدد ہوں گے۔ اور یہی ہمارا مقصود ہے۔ یہ وہ ہے جو	الاصول ولیس هذا من قبل ابدان الفروع فحسب فانما هما ثنتان لاغیر کما ان الاصل بنتان لاغیر فالتربیع لم یأت الا لاجل الجهات فان قلت لما کانت الفرعان فرعی کل من اصلین کانتا کاربعة فروع کانها بنتان من قبل الاب وبنتان من قبل الاب وبنتان من قبل الام فلم تتعدد الاصول الا بتعدد الفروع قلت تعدد الجهات فی فرع لایورث تکثر فی بدنه فزید لایصیر زیدین لکونه ابن ابیه وابن امه فالتربیع فی الفرعین ماجاء الا بتعدد الجهات وجعلتموه مستلزما لتربیع الاصلین فکان ذلك قولا منکم بقولنا من حیث لاتشعرون وبالجملة اذا صدقت المقدمان القائلتان کلما تعددت الجهات

تعددت الفروع وکلما تعددت الفروع تعددت الاصول کما اعترفتم وجب صدق النتیجۃ القائلۃ کلما تعدد الجہات تعددت الاصول وھوالمقصود ھٰذا ماظھر للعبد الفقیر بعون الملك القدیر عزجلالہ وارجو ان یکون صوابا ان شاء اللہ تعالٰی فعلیك بہ فلعلك لاتجدہ فی غیر ھٰذہ السطور ،واللہ تعالٰی اعلم بحقائق الامور۔	قدرت والے بادشاہ جس کی بزرگی غالب ہے کی مدد کے محتاج بندے کے لئے ظاہر ہوا،اور میں امید کرتاہوں کہ ان شاء اللہ تعالٰی یہ درست ہوگا،لہٰذا تجھ پرلازم ہے کہ تواس کو حاصل کر شاید تو اس کو ان سطور کے غیر میں نہ پائے۔اور اللہ تعالٰی امور کی حقیقتوں کوخوب جانتاہے۔(ت)

اب تقسیم مسئلہ کی طرف چلئے،اصل مسئلہ بوجہ زوجہ چار سے ہے اس کافرض دے کر تین بچے جس کے مستحق پانچ بھائی اور آٹھ بہنیں.برابر چار بھائیوں کے، گویانو بھائی ہیں تین نو کو تین بار فنا کرتا ہے،لہٰذا مسئلے میں تین [۳] کی ضرب ہو کر بارہ [۱۲] ہوئے جس سے تین زوجہ کے اور پانچ طائفہ مردان اور چار طائفہ زنان کے۔اب طائفہ مردان کے نیچے بطن دوم میں لیلٰی دو [۲] بنت ہے اور ولید دو [۲] ابن اور حمید ایک۔مجموع تین [۳] ابن دو [۲] بنت، گویاچار [۴] ابن ہیں،بوجہ تبائن مسئلے میں چار [۴] کی ضرب ہو کر اڑتالیس [۴۸] ہوئے، بارہ چمن آرا کے اور بیس [۲۰] طائفہ مردان اور سولہ [۱۶] طائفہ زنان کے۔یہ بیس [۲۰] یوں تقسیم ہوئے

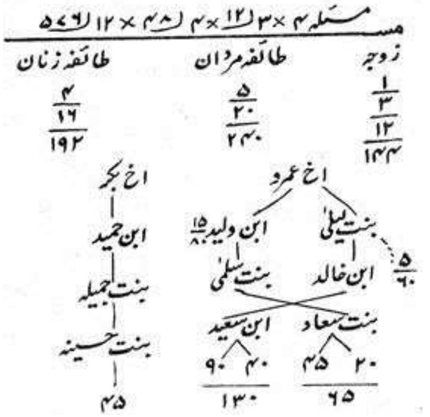

کہ لیلٰی کو پانچ اور طائفہ ذکور اعنی ولید وحمید کے پندرہ،یہ طائفہ ذکور کے بعد بطن ثالث میں اختلاف نہیں،رابع ہیں ایک ابن سعید اور دو بنت سعاد وحسینہ، گویاچار بنت ہیں۔پندرہ ان پر مستقیم نہیں،اور لیلٰی کو بھی سعادوسعید ابن وبنت ہیں،اور پانچ تین پر مستقیم نہیں لہٰذا بوجہ تبائن

سہام ورؤس فریقین دونوں رؤس اعنی چار اور تین معتبر ہوئے اور یہ بھی متبائن ہیں تو باہم ضرب دے کر اصل مسئلہ میں بارہ کی ضرب سے پانسو چھہتر(۵۷۶) ہوئے، چمن آرا کے ایک سوچوالیس(۱۴۴)طائفہ زنان کے ایک سوبانوے(۱۹۲)،طائفہ مردان کے دوسوچالیس(۲۴۰) جن میں سے لیلٰی کو ساٹھ پہنچے کہ سعید کو چالیس، سعاد کو بیس ہوکر بٹ گئے اور ولید وحمید کے ایک سواسی پون بٹے کہ سعید کو نوے اور سعاد وحسینہ کو پینتالیس[۴۵]، بالجملہ سعید کے مجموعے ایک سو تیس[۱۳۰] ہوئے اور سعد کے پینسٹھ[۶۵] اور حسینہ کے پینتالیس[۴۵]، یہ تصحیح طائفہ مردان کا مقتضی ہے، اب طائفہ زنان لیجئے

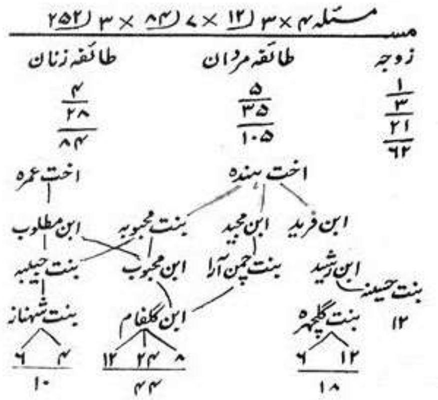

اصل مسئلے سے اس طائفہ کے چار تھے اس کے بطن ثانی میں تین ابن ایک بنت ہے، ہر ایک مثل دو کے، گویا سات ابن ہیں، تو مسئلہ چوراسی سے ہوا۔طائفہ زنان کے اٹھائیس ان میں چار محبوبہ کے ہیں بطن ثالث میں اس کے ابن وبنت محبوب وحبیبہ یعنی تین پر مستقیم نہیں۔اور چوبیس[۲۴] طائفہ ذکور فرید ومجید ومطلوب کے ہیں، بطن ثالث میں فرید کا ابن رشید دو ابن ہے، اور مجید کی بنت حسن آرا دو[۲] بنت، اور مطلوب کی اولاد محبوب وحبیبہ ایک ایک ابن وبنت، تو مجموع تین ابن تین بنت، یعنی نو بنت ہیں۔ چوبیس[۲۴] اور نو میں توافق بالثلث ہے تو رؤس طائفہ انثی اعنی محبوبہ بھی تین ہوئے، اور رؤس طائفہ ذکور بھی باعتبار وفق تین ہی رہے انہیں تماثل ہے صرف تین[۳] کی ضرب ہو کر مسئلہ دوسو باون[۲۵۲] سے ہوا جس سے طائفہ علیائے اناث کے چوراسی[۸۴] ان سے بطن ثانی میں محبوبہ کے بارہ کہ محبوب کو آٹھ[۸]، حبیبہ کو چار ہو کر بٹے اور وہ آٹھ[۸] گلفام اور یہ چار[۴] شہناز کو پہنچ گئے اور طائفہ ذکور کے بہتر کہ بطن ثالث میں رشید وحسن آرا محبوب وحبیبہ پر اثلاثا بٹے یعنی اس تازہ طائفہ ذکور رشید ومحبوب کے اڑتالیس[۴۸] اور

نئے طائفہ اناث حسن آرا وحبیبہ کے چوبیں، اب یہ طائفے بھی جدا کردیئے طائفہ ذکور کے نیچے ایک ابن دوبنت ہیں، توگلفام نے چوبیں، حسینہ وگلچہرہ نے بارہ [۱۲] بارہ [۱۲] پائے، اور طائفہ اناث کے نیچے بھی ایک ابن دو [۲] بنت ہیں، توگلفام کو بارہ [۱۲]، گلچہرہ شہناز کو چھ [۶] چھ [۶] ملے۔ یہ تصحیح باعتبار طائفہ اناث ہوئی، تصحیحین میں توافق بسدس السدس یا ربع التسع یعنی بجزء من ستۃ وثلثین [۳۶] جزء ہے، اول کا وفق سولہ [۱۶] ہے اور ثانی کا سات [۷]، توان میں جس کو دوسرے کی وفق سے ضرب دی مبلغ تصحیح چارہزار بتیس ہوئے، تصحیح اول میں جس نے جو پایا تھا اسے سات میں ضرب دی، اور تصحیح ثانی کے سہام کو سولہ [۱۶] میں،

سعاد	سعید	حسینہ	حسینہ	گلچہرہ	گلفام	شہناز
۶۵	۱۳۰	۴۵	۱۲	۱۸	۴۴	۱۰
۴۵۵	۹۱۰	۳۱۵	۱۹۲	۲۸۸	۷۰۴	۱۶۰

توحسینہ کے مجموع پانسوسات (۵۰۷) ہیں اورچمن آرا کے ہرطرح ایک ہزار آٹھ [۱۰۰۸]، اور یہی وہ تقسیم ہے کہ مذکور ہوئی۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۸۹

۲۷ جمادی الآخرہ ۱۳۱۸ھ

مسئلہ ۳۶ × ۱۶ (۵۷۶)　　محمد یار

زوجہ	ابن	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	ابن	بنت	بنت
حافظ جان	نیاز علی	محمد علی	کلن	محمد حسین	احمدی	بی جان	امیر علی	بنی جان	حبن
کان لم یکونا		۶	۱۵/۲۴۰	۱۰	۵	کان لم یکونوا			

توضیحش آنکہ اولاً حافظ جان مُردو ہمیں ابناء وبنات ورثہ گزاشت باز نیاز علی گزشت وبقیہ اخوۃ واخوات وارث داشت پس ایں ہر دو کان لم یکن شدند ومسئلہ بہ ۱۲ تقسیم یافت چار پسر را	اس کی وضاحت یہ ہے کہ پہلے حافظ جان مرا اور یہی بیٹے اور بیٹیاں ورثاء چھوڑے، پھر نیاز علی فوت ہوا اور باقی بہن بھائی وارث چھوڑے، پس یہ دونوں کالعدم ہوگئے۔ اور مسئلہ نے بارہ کے عدد سے تقسیم

هشت وهر چار دختر راچهار بازامیر علی بعده، محمد علی مُرد وباقی دوبرادر وخواهران گزاشت بازحبن بازبی جان مردن وهمیں اخوین واخوات ورثه گزاشتند پس چار سهم که باین سه می رسید دردوبرادر اعنی کلن ومحمد حسین ودوخواهر اعنی احمدی وبی جان منحصر گردید وایں چارکسان رابجائے شش ده رسید وحاصل مسئله بآں گرائید که ازترکه یک سدس به محمد علی وبقیه پنج اسداس بریں چهار اشخاص للذکر مثل حظ الانثیین بر شش سهم منقسم۔اول عددیکه سدس اوبرآورده باقی رابر ۶ قسمت توانیم سی وشش ست ازهمیں مسئله کردیم ۶ به محمد علی رسید وبهریک ازکلن ومحمد حسین ده وبهریک ازاحمدی وبی جان پنج فامابعد اینها بی جان مرده وهمین کلن برادرش وارث گزاشته پس او را نیز برآوردیم وسهم کلن پانزده کردیم فائده ایں تصرفات عجیبه تخفیف عظیمی ست که در تقسیم مسئله راه یافت چنانکه برسالک طریق معهود بموازنه ایں طرز محمود روشن شود۔

پائی، چاروں بیٹوں کو آٹھ حصے اور چاروں بیٹیوں کو چار حصے ملے، پھر امیر علی اور اس کے بعد محمد علی فوت ہوا باقی دو بھائی اور بہنیں چھوڑیں۔ پھر حبن اور پھر بی جان مر گئے اور وہی دو بھائی اور بہنیں ورثاء میں چھوڑے۔ چنانچہ وہ چار حصے جوان تینوں کو پہنچتے ہیں وہ دو بھائیوں یعنی کلن اور محمد حسین اور دو بہنوں یعنی احمدی اور بی جان میں منحصر ہوگئے۔اور ان چار شخصوں کو بجائے چھ کے دس حصے ملتے مسئلہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ ترکہ میں سے ایک سدس یعنی چھٹا حصہ (۱/۶) محمد علی کو ملا اور باقی پانچ چھٹے حصے (۵/۶) چار شخصوں پر اس طرح تقسیم ہونے ہیں کہ مذکر کا حصہ دو مؤنثوں کے برابر ہو تو اس طرح یہ حصے چھ پر منقسم ہوں گے اور وہ پہلا عدد جس کا چھٹا حصہ نکال کر باقی کو چھ پر تقسیم کریں وہ چھتیس ہے۔ لہذا ہم نے چھتیس سے مسئلہ بنادیا، اس میں سے چھ محمد علی کو اور کلن اور محمد حسین میں سے ہر ایک کو دس دس اور احمدی اور بی جان میں سے ہر ایک کو پانچ پانچ حصے دیئے۔ لیکن ان کے بعد بی جان فوت ہوئی اور وہی کلن اپنا بھائی وارث چھوڑا چنانچہ ہم نے بی جان کو تقسیم سے نکال دیا اور کلن کے حصے پندرہ کردیئے۔ان عجیب تصرفات کا فائدہ اس مشقت میں کافی حد تک تخفیف کرنا ہے جو مسئلہ کی تقسیم میں راہ پاتی ہے جیسا کہ معروف طریقہ پر چلنے والے شخص پر اس پسندیدہ طرز کے ساتھ موازنہ کرنے سے روشن ہو جاتا ہے۔ (ت)

مسئلہ   محمد علی   عہ ۶

زوجہ محبوبن	ابن وزیر علی	ابن احمد علی
کان لم یکونا		۱/۶/۹۶

زیرا کہ محبوبن را ہمین دو پسر وارث شدند باز وزیر علی را ہمین یک برادر۔ (اس لئے کہ محبوبن کے یہی دو بیٹے وارث ہوئے پھر وزیر علی کا یہی ایک بھائی وارث ہوا۔ ت)

مسئلہ ۱   احمدی   مہ ۵

زوج	ابن	بنت محمدی
کان لم یکونا		۱/۵/۸۰

لمثل ما مر فی محمد علی

مسئلہ ۳۲   محمد حسین توافق بالنصف   مہ ۱۰

زوجہ ثانیہ آسودہ	ابن من الثانیۃ	بنت من الاولٰی	بنت من الاولٰی
	علی حسین	بنی	بتولن
۴/۲۰	۱۴/۷۰	۷/۳۵	۷/۳۵

مسئلہ ۴۰   کلن   فاستقامت   مہ ۲۴۰

زوجہ مونگا	ابن واحد یار	ابن حامد یار	بنت بسم اللہ
۵/۳۰	۱۴/۸۴	۱۴/۸۴	۷/۴۲

المبلغ ۵۷۶

الاحیاء

احمد علی	آسودہ	علی حسین	بنی	بتولن	مونگا	واحد یار	حامد یار	بسم اللہ	محمدی
۹۶	۲۰	۷۰	۳۵	۳۵	۳۰	۸۴	۸۴	۴۲	۸۰

آسودہ کہ بعد انتقال محمد حسین حسب بیان سائل محمد حسین کا زر نقد واثاث البیت اپنے حصے سے زائد لے کر مع اپنے دوسالہ بچے علی حسین کے چلی گئی اور بارہ سال سے

مفقود الخبر ہے علی حسین کے ستر سہام اس کی ستر سال عمر تک امانت رہیں اگر وہ زندہ معلوم ہو اسے دیئے جائیں یا مر گیا ہو تو اس کے ورثہ کو پہنچائے جائیں، اور اگر اس مدت تک پتا نہ چلے تو اس وقت جو اس کے وارث شرعی ہوں وہ پائیں آسودہ جو کچھ اپنے حصص سے زائد لے گئی اگر اس کا مہر واجب الادا تھا اور وہ مال کہ لے گئی مقدار مہر واجب الاداء سے زائد نہ تھا تو اس کا حصہ بھی بدستور اس کی ستر سال عمر ہونے تک امانت رہے، اور اگر زائد تھا تو اس کا الزام علی حسین نابالغ پر نہیں صرف آسودہ کے حصے سے بنی و بتولن اپنے حصے کا نقصان وصول کر سکتی ہیں۔

وھو مسئلۃ الظفر بخلاف جنس الحق المفتی بہ الآن علی جواز الاخذ[1]۔ واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم۔	اور وہ مسئلہ ہے اپنے حق کی جنس کے غیر کو وصول کرنے پر کامیابی حاصل کرنے کا۔ آج کے دور میں اس کو لینے کے جواز پر فتوٰی ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم (ت)

[1] ردالمحتار کتاب السرقۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۲۰۰، ردالمحتار کتاب الحجر دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۹۵